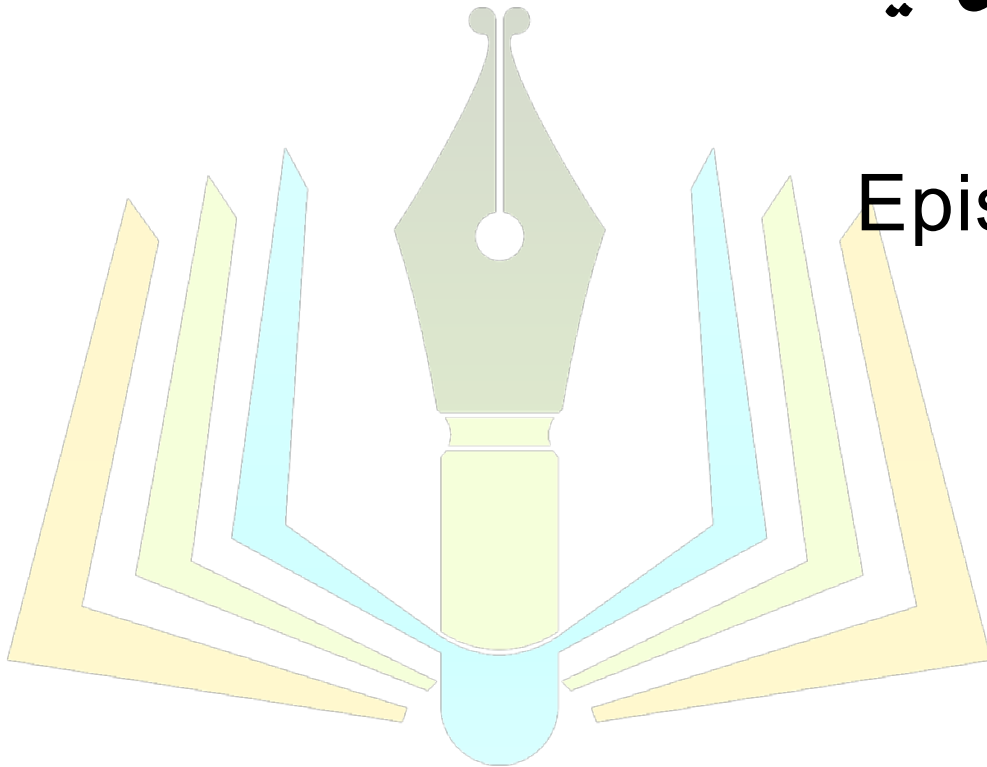


*Urdu Novels
Platform*

ناول: عزت #

از قلم: بینش مجید ملک #

Episode 3



If You want to publish your novels, afsanas, columns or any gud stuff in any language like Urdu, Hindi, English,

Turkish or any one, then you can contact to us on this

given email address we'll publish your given stuff on

our blogsites, group and page as soon as possible. IN

SHA ALLAH

اگر آپ اپنی ناولز، افسانہ، کالم یا کوئی تحریر کسی بھی زبان میں اردو، ہندی، انگلش، ترکش یا کسی بھی زبان میں پبلش کروانا چاہتے ہیں تو اسی زبان میں ہمیں لکھ کر اس نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں، آپ کی تحریر جلد سے جلد پوسٹ کی جائیگی۔۔ انشاء اللہ

bonzernovelians@gmail.com

BlogSites :

<https://urduNovelsPlatform.blogspot.com/>

<https://bonzernovelians.blogspot.com/>

It will be honor to publish your script!!

ناول_ عزت #
از قلمینش مجید ملک #

قسط_ نمبر_ 3 #

دیکھو خان میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے، اور نا ہی مجھے ایسی چھوٹی موٹی ”
گھٹیاں حرکتیں کرنے کی کوئی ضرورت ہے، اور تم خود بھی دیکھ سکتے ہو ہمارے کھیتوں
میں پہلے ہی پانی لگ چکا ہے،“ مجھے یا میرے بندوں کو کیا ضرورت ہے پانی کاٹنے کی اور نا ہی
میرے بندوں نے ایسا کچھ کیا ہے، میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ مجھ سے پنگا مت لینا، لیکن
پھر بھی تم باز نہیں آئے اور یہاں پہنچ گئی، تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے زید خان۔“ ملک

عباد غصے سے بولتا، زید کے عین مقابل آگیا، غصے سے اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

اور میں نے بھی کہا تھا مجھ سے بھی بچ کر رہنا ملک عباد ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔“ وہ کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا، وہ بھی غصے سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرایا۔۔

تو پھر مجھ سے برا بھی کوئی نہیں ہو گا یہ بھی یاد رکھنا خان۔۔۔ دوبارہ مجھ سے پنگالینے کی جرات مت کرنا یہ میں آخری بار کہہ رہا ہوں، اگر پھر کبھی ایسا ہوا تو زمرہ دار تم خود ہو گے۔۔۔۔“ اس کا غصہ بھی کسی طور پر کم نہیں ہو رہا تھا، ملکوں اور سرداروں کی زمینیں ساتھ ساتھ تھیں، ان کے بیچ میں سرکاری کھالہ گزرتا تھا، جس میں نہر کا پانی آتا تھا اور دونوں گاؤں کے لوگ فیضیاب ہوتے تھے، سب کی باریاں بنی ہوئی تھیں دو دن پہلے ملک عباد کی باری تھی اور آج زید خان کے بندے پانی لگا رہے تھے۔۔۔ پتا نہیں کس نے کھالے کو کٹ لگادیا اور

سار اپانی ملکوں کی زمین میں چلا گیا۔ کسی نے جا کر زید خان کو بتا دیا کہ ملکوں نے پانی چوری کیا ہے انہوں نے آکر بغیر تصدق کیئی سے خوب لڑائی کی، بہت دیر کے بعد ملک عباد کو کسی نے فون کر کے بلایا تو وہ بھی دوڑا آیا۔ زید خان سے اس کی پہلے ہی نہیں بنتی تھی، اوپر سے پھر یہ جھگڑا ہو گیا اور اب وہ دونوں ہی روبرو کھڑے اک دوسرے کو غصے سے ایسے گھور رہے رہے تھے جیسے کھا ہی جائیں گے۔۔

سنہہ میں بھی دیکھ لوں گا تمہیں ملک عباد۔۔۔“ زید خان نے بھی اپنی شہادت کی انگلی اٹھا ”
کر غصے سے اُسے دھمکی دی۔ آگے سے وہ بھی ملک عباد تھا بلا کا ضدی، ہٹ دھرم اور کسی کی نا
سننے والا۔

تو پھر ٹھیک ہے زید خان، اب بچ کے رہنا مجھ سے۔۔“ اس نے بھی زید کو غصے سے
گھورتے ہوئے دھمکی دی۔

زید خان کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔؟“ وہ دونوں ہی غصے سے اکڑے اکڑے کو ”
دھمکیاں دے رہے تھے جب سکندر خان نے اپنی روعب دار آواز میں پوچھا۔۔۔ ان دونوں
نے اک جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

ارے خان لالا آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟“ اُس کو وہاں دیکھ کر وہ حیران و پریشان
ہو گیا تھا کیونکہ وہ اپنے جھگڑوں کے بارے میں اسے کم ہی بتاتا تھا۔ اسے یہ لڑائیاں
جھگڑے پسند نہیں تھے۔

”یہ چھوڑو اور جو پوچھا ہے وہ بتاؤ یہاں کیا چل رہا ہے۔۔؟“ اس نے ملک عباد کے بندوں
کی طرف دیکھ کر درشتی سے پوچھا۔ کیونکہ وہ کافی زخمی حالت میں کھڑے تھے۔ انہی جھگڑوں کی
وجہ سے ہی اسے زمین داری میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی، کیونکہ اس میں تو آئے روز ہی
جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔

”میں بتاتا ہوں سکندر علی خان، تمہارے چھوٹے بھائی کی کے بندوں نے بلا وجہ ہی میرے
بندوں کو مارا ہے اور وہ بھی میرے علاقے میں آکر، اپنے بندوں پر بلا وجہ کا ظلم ہوتے میں
برداشت نہیں کر سکتا۔۔ سمجھا لوں اس کو۔۔“ زید خان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ غصے سے
بول پڑا۔ اس نے دوبارہ ملک کے بندوں کی طرف دیکھا۔

”کیا یہ سب سچ ہے۔؟“ وہ غصے سے اس کی طرف مڑا۔

”لا لاجان میری نظر میں چوروں کی یہی سزا ہوتی ہے۔ اور ملک کے بندوں نے ہمارا پانی
چوری کیا ہے۔۔“ وہ اکڑ کے بولا۔

”تمہیں کیسے پتا کہ پانی ملکوں کے بندوں نے کاٹا۔۔؟“ اس نے سوال کیا۔

”مجھے کسی نے کال کر کے بتایا ہے۔۔۔۔۔“ وہ بھائی کی کے سوال پر حیران ہوا۔

مجھے بھی کسی نے کال کر کے بتایا ہے کہ زید خان کے بندے میری زمینوں پر آکر ”
میرے ہی بندوں کو مار رہے ہیں۔۔“ ملک عباد نے بھی کہا، ان دونوں کی بات سن کر اسے
بھی اچنبھا ہو رہا تھا۔

ہمممممم۔۔۔ ملک عباد مجھے لگتا ہے یہ کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہے جو کسی نے ہمارے ”
بیچ ڈالی ہے جسکی وجہ سے بات اتنی بڑھ گئی، لیکن اصل بات کا پتا اب میں لگا کر ہی رہوں
گا۔“ اس نے بات کی تہہ تک پہنچ کر غصے سے بھرے ملک عباد سے کہا۔

یہ غلط فہمی تھی یا کچھ اور سکندر خان میں بس اتنا کہوں گا کہ اب اپنے بھائی کو سمجھا لینا، ”
آگے ایسا نہ ہو۔ اور اک بات اور اگر غلط فہمیاں زیادہ بڑھ جائیں تو انکا علاج بھی ممکن نہیں
ہوتا اور نا ہی یہ انسان کو کہیں کا چوڑتی ہیں۔ اک بار پھر سے کہہ رہا ہوں آگے ایسا نہ ہو، اور اگر
ہو اتو میں بھی سارے لحاظ بھول جاؤں گا۔ یاد رکھنا دونوں۔۔۔ چلو سب یہاں سے۔۔“ وہ

سکندر خان کی بات سن کر غصے سے تیوری چھڑھا کر کہتا، ان کی بات سننے بغیر اپنے بندوں لے کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔ اب وہاں وہ دونوں اور ان کے بندے کھڑے تھے۔۔۔

زید تمہیں کسی نے کال کر کے بلایا۔؟“ اس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔۔۔

پتا نہیں لا لائیں نے نمبر نہیں دیکھا۔۔۔“ اس نے لاعلمی سے کہا۔۔۔

تم میں سے کسی نے کال کی ہمیں۔۔۔؟“ اس نے غصے سے اپنے بندوں سے پوچھا

نہیں سائی۔۔۔“ سب نے یک زبان کہا۔۔۔

ہمممممم بات کچھ اور ہی زید خان، کوئی ی تو ہے جو ہمیں اس طرح سے لڑانا چاہتا ہے، اور

اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔۔۔“ وہ سوچوں الجھا ہوا بولا۔ اور اصل بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن کون ہے وہ جو اتنی جرات کر سکتا ہے لا۔۔۔؟“ وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

یہی تو پتا لگانا ہے اب۔۔۔ ”کسی نتیجے پر پہنچ کر اس نے کہا۔“

چلو اب یہاں سے، اور آگے سے دھیان رکھنا، ایسے بغیر ثبوت کے کسی کو مارنا اچھی بات نہیں، خدا کے لیے یہ فضول کی دشمنیاں پالنی بند کر دو خان، یہ بہت بری ہوتی ہیں، جان لے کر بھی پیچھا نہیں چھوڑتی بندے کا۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو۔۔۔ ”وہ اس کو چلنے کا کہہ کر پیار سے اسے سمجھانے لگا، اس کے لہجے میں زید کے لیے پیار ہی پیار تھا، وہ اس کی بات سن کر ٹھٹک رہا اور پھر اس کے گلے لگ گیا۔۔۔

”مجھے کچھ نہیں ہو گا لالا۔ کیونکہ اللہ کے کرم سے آپ ہیں میرے ساتھ۔۔۔“

ہممممممم میں تو ہر پل ہوں تمہارے ساتھ، میری جان ہو تم۔ ”وہ بھی مسکراتے ہوئے پیار سے بولا اور اس کے گلے لگ گیا۔

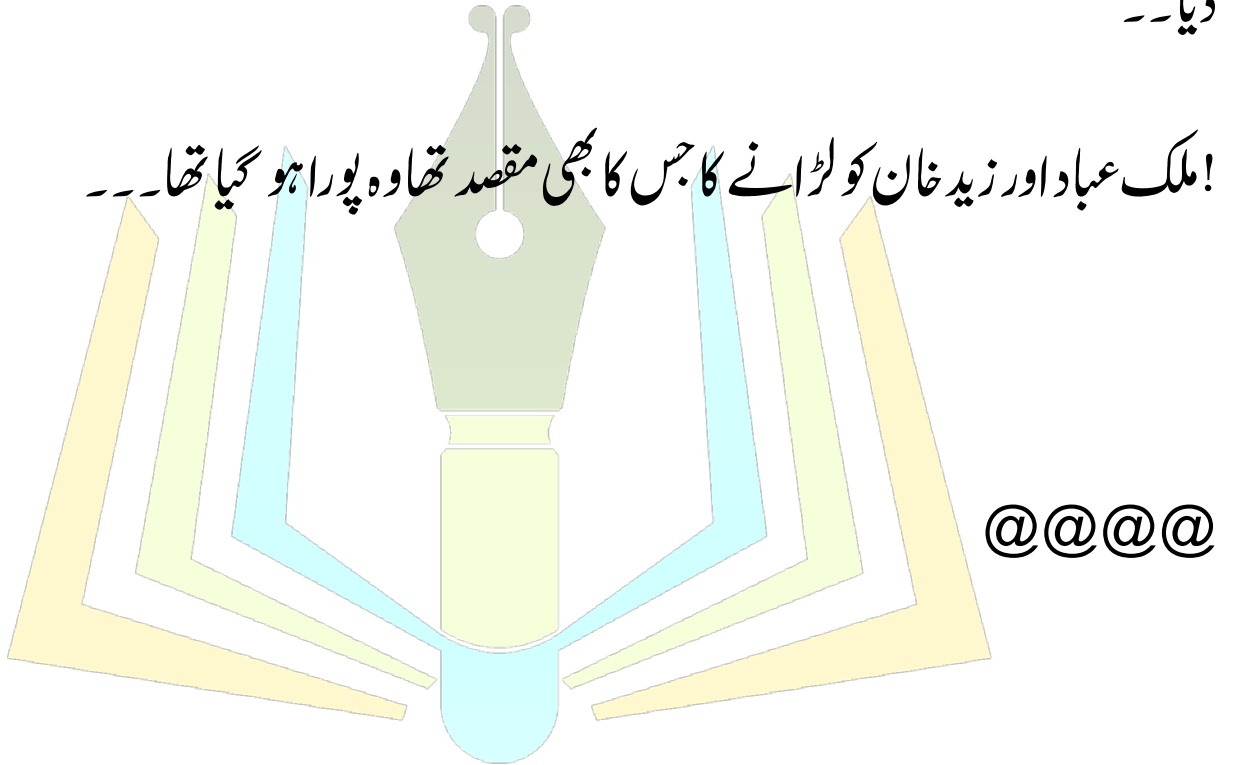
”تو بس پھر مجھے کیا ڈر ہونا، چلیں اب آپ جائیں یہاں سے۔۔۔۔“ اس نے پیچھے ہو کر
اُسے وہاں سے جانے کہا۔۔

”کیا مطلب میں تمہیں بھی ساتھ ہی لے کر جاؤں گا، اب بغیر چوں چراں کیے چلو میرے
ساتھ۔“ اس نے پھر سے غصے ہو کر زید کا ہاتھ پکڑا اور اپنی گاڑی کی طرف لے گیا۔۔
لیکن لالا میری گاڑی۔۔“ اس نے عذر پیش کیا۔“

”سن شکورے، زید خان کی گاڑی ڈیرے پر لے آنا۔۔۔“ اس کو گاڑی میں بٹھا کر وہ شکورے
کو گاڑی ڈیرے پر لانے کہتا خود بھی ڈرائی یونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور جلدی سے گاڑی سٹارٹ
کردی، یہ جانے بغیر کہ ان کا اصل دشمن اپنا کام کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔

ہیلو جی آپ کا کام ہو گیا۔۔۔ ”ان سے کچھ فاصلے پر درخت کی آوٹ میں کھڑے بندے
نے فون نکال کر کسی کو کال ملائی اور اسے کام ہونے کی اطلاع دے کر فوراً فون بند کر
دیا۔۔

!ملک عباد اور زید خان کو لڑانے کا جس کا بھی مقصد تھا وہ پورا ہو گیا تھا۔۔۔



آپ اتنے غصے میں کہاں گئی تھے بابا بھی پوچھ رہے تھے۔۔۔؟ ”تقریباً ایک بجنے والا
تھا جب وہ تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا ہال میں ہی اسے گل مل گئی، وہ پریشانی سے ادھر
ادھر ٹہل رہی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی پریشانی سے اس کی طرف آئی۔

”جھگڑا۔؟“ وہ پریشان ہو کر تیزی سے اس کی طرف آئی۔۔۔“

”ہاں یار سردار زید خان کے بندوں نے پانی چوری کا الزام لگا کر ہمارے بندوں کو مارا ہے، مجھے بھی کسی نے فون کر کے بتایا۔۔۔“ اس لیے میں وہاں گیا تھا۔

اس نے ساری بات بتائی۔

<https://urdunovelsplatform.blogspot.com/>

ہاں وہی ہے زید، مجھ سے جان بوجھ کر جھگڑے مول لیتا ہے پتا نہیں کیا ملتا ہے اس ”
کو۔۔ آج اس کا بڑا بھائی ی سکندر خان بھی آیا تھا اس کے پیچھے میں اُسے بھی کہہ کر آیا ہوں کہ
وہ سمجھالے اپنے بھائی کو ہر بار مجھ سے بھی برداشت نہیں ہوتا۔“ وہ صوفے کی پشت سے سر
ٹکا کر بولا۔۔

” کیا کہا پھر اُس کے بھائی نے۔۔؟ سکندر خان بھی اپنے بھائی کی طرح ہی ہے۔؟“
اس نے سوال کیا۔

” کچھ نہیں۔۔۔ بس سمجھا رہا تھا ہم دونوں کو۔۔ نہیں وہ تو ایسے نہیں ہے، وہ تو بہت ہی
سمجھدار، سلجھا ہوا اور پیاری شخصیت کا مالک ہے۔۔ بس یہ زید خان ہی جنگلی ہے۔۔“ وہ زید کا
نام لیتے ہی غصے سی اٹھ بیٹھا۔ پری جو پانی پینے کے لیے کمرے سے نکلی تھی۔۔ وہ ان دونوں کی
باتیں سن کر تیزی سے وہاں آگئی۔۔

”کیا ہوا بھیا؟ آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔؟ آپ“

پریشان کیوں ہیں۔۔؟“ اس نے پریشانی میں تابڑ توڑ سوال کیے، وہ دونوں اک دوسرے کو دیکھ کر پھر مسکرا کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

”کچھ نہیں ہوا گڑیا اتنا پریشان نہ ہو۔۔۔ بس میرے سر میں ہلکا سا درد ہے۔۔۔“ وہ اس سے

جھگڑے والی بات چھپاگئی، کیونکہ وہ اس کے دماغ میں لڑائی جھگڑے کی باتیں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔ جبکہ وہ جانتی تھی کہ وہ کچھ چھپا رہے تھے۔

”اوہ تو میں چائے بنا دیتی ہوں آپ کو۔۔۔“ اس نے فکر سے کہا، عباد کو اپنی چھوٹی سے گڑیا

سی بہن پر بہت پیار آ رہا تھا جو اس کے لیے فکر مند تھی۔

”نہیں گڑیا تم جاؤ سو جاؤ، کل تمہارا پیپر ہے۔۔۔“ وہ کھڑا ہو گیا۔

”جاؤ پری میں بنا دیتی ہوں چائے۔۔۔“ گل نے کہا اور کھڑی ہوگئی۔۔۔“

”آپ بھی جائی میں چائے اور ٹیبلٹ لے کر آتی ہوں۔۔“ اس نے عباد سے کہا وہ بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”گل بھا بھی میں جانتی ہوں بھیا کا جھگڑا ہوا کسی زید خان سے۔۔ میں سب سن چکی ہوں، اور یہ بھی جانتی ہوں، آپ لوگ جان کے مجھے نہیں بتا رہے تاکہ مجھے ٹینشن نہ ہو۔۔“ وہ منہ بنا کر بولی۔

ہاں گڑیا اس لیے نہیں بتایا کہ تم پریشان ہو جاؤ گی۔“ اس نے کیتلی چولہے پر رکھ کر اس میں دودھ ڈالا۔۔

”گل بھا بھی جھگڑا کرنے والے لوگ بہت برے لگتے ہیں مجھے، خاص کر وہ زید خان جو ہر بار ہی بھیا سے جان بوجھ کر لڑتا ہے۔۔۔“ وہ غصے سے بولتی فریج سے پانی کی بوتل نکال کر پینے لگی۔

” اچھا چھوڑو یہ باتیں، اور جاؤ کمرے میں۔۔۔۔۔“ اس نے کتیلی میں پتی اور چینی ڈال کر بلایا
اور غصے سے بولتی پری ٹوکا، نہیں تو اس نے بولتے ہی رہنا تھا۔۔

” ٹھیک ہے ابھی تو میں جا رہی ہوں، لیکن اگر کبھی مجھے یہ زید خان مل گیا تو اس سے
پوچھوں گی ضرور کہ وہ میرے بھیا سے ہر وقت لڑتا کیوں رہتا ہے۔“ وہ غصے سے کہتی
ہوئی، وہاں سے چلی گئی۔۔

” پگلی۔۔“ گل نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے کپ اٹھا کر اس میں چائے انڈیلنے
! لگی۔ وہ منٹ بعد وہ بھی چائے، ٹیبلٹ اور پانی لے کر کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

*Urdu Novels
Platform*

@@@@

ملک والا ”گاؤں کے سر پنچ ملک محتشم روعب دار اور د بنگ شخصت کے مالک، بڑے
ضدی، غصیل اور انصاف پسند انسان تھے۔۔۔

ان کے دو بچے تھے۔۔۔ بڑا بیٹا ملک شاہنواز اور اس سے چھوٹی شگفتہ۔۔۔ دونوں بچوں کی شادی
انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کے گھر کی، جو کہ وٹہ سٹہ کی کامیاب ترین شادی تھی، جس کی
مثال ان کے پورے خاندان میں مشہور تھی، جس طرح ملک محتشم کو اپنے چھوٹے بھائی
سے بہت پیار تھا ویسے ہی ملک سبحان اور ملک شاہنواز میں بھی مثالی محبت تھی۔

ملک شاہنواز اور عذرا کے دو بچے تھے بڑا ملک عباد اور اس سے چھ سات سال چھوٹی

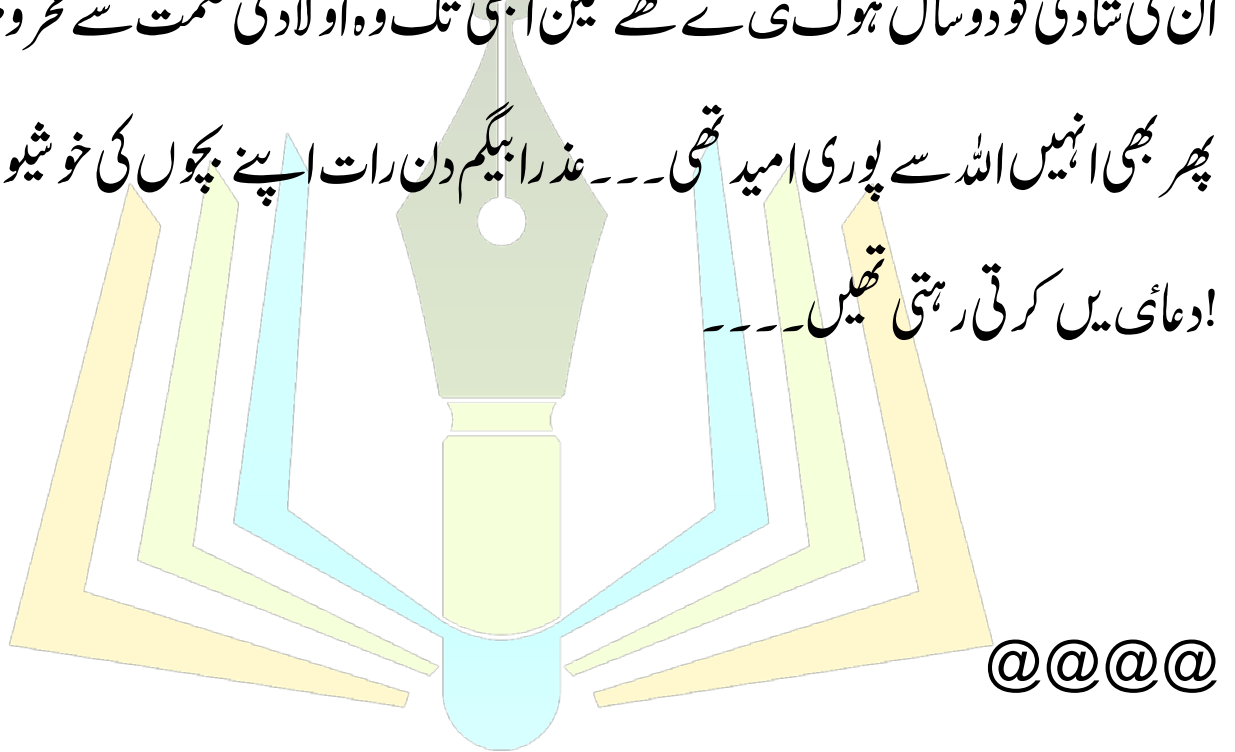
پری (عزت)، اتفاق سے ملک سبحان کے بھی دو ہی بچے تھے۔۔۔ بڑی گل رخ اور اس سے دو
سال چھوٹا ملک عارض، ان کے بچوں میں بھی بہت پیار تھا۔۔۔ ملک عباد نے اپنی پسند سے
گل رخ سے شادی کی تھی جس کی وجہ سے ان دونوں گھرانوں کا رشتہ اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا،
باپ کے برعکس ملک شاہنواز بڑے صلح جو، زندہ دل، انصاف پسند، اور سادہ طبیعت کے مالک

تھے، لیکن ملک سبحان غصے کے تیز، ضدی اور ہٹ دھرم سے تھے بلکل اپنے تایا کی طرح
۔۔ ویسے ہی ملک عباد بھی ان کی کاپی تھا۔ جبکہ ملک عارض ملک شاہنواز کی کاپی تھا، اسے
شروع سے ہی علم و ادب میں دلچسپی تھی اس لیے اس نے ایم۔ فل انگلش کیا تھا۔۔ اور یونی
ورسٹی میں لیکچرار لگ گیا، وہ زیادہ تر شہر میں ہی رہتا تھا۔۔
جب ملک محتشم بیمار ہوئے تو انہوں نے سارے خاندان کی اور ملک شاہنواز کی رضامندی سے
ملک سبحان کو پنچایت کا سرپنچ بنادیا اور وہ تب سے ہی بڑی خوش اسلوبی سے یہ فرض نبھارہے
تھے۔

ملک عباد نے ایگر پیکچریونیورسٹی سے ایم ایس سی کی تھی اور اب اپنی زمینیں سنبھال چکا تھا
ساتھ ہی اس کا کھل، کھاد اور سیمنٹ وغیرہ کا کرو بار بھی تھا، جو کہ خوب چل رہا تھا۔ پری ان
تینوں سے چھوٹی تھی اس لیے ابھی وہ بی۔ اے پارٹ ون میں تھی۔۔ دونوں گھرانوں کی اس

میں جان تھی۔۔ ملک عباد بھی بہن پر جان چھڑ سکتا تھا۔۔ لیکن کبھی کبھی اس کو ڈانٹ بھی دیتا تھا۔۔

ان کی شادی کو دو سال ہو گئی تھی لیکن ابھی تک وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے، لیکن پھر بھی انہیں اللہ سے پوری امید تھی۔۔۔ عذرا بیگم دن رات اپنے بچوں کی خوشیوں کی دعائیں کرتی رہتی تھیں۔۔۔۔



آغا جان۔۔۔۔! سردار بیگم۔۔۔۔! میں نے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ”

ہے۔۔“ سردار راغب علی خان نے گلا کھنکھارتے ہوئے ان دونوں کو متوجہ کیا، وہ سب اس

وقت ناشتہ کی ٹیبل پر بیٹھے تھے سوائے زید خان اور سکندر خان کے، وہ دونوں رات کو لیٹ آنے کا وجہ سے ابھی تک وہ نہیں اٹھے تھے۔

ہاں بولوراعب کیا بات ہے۔۔؟“ انہوں نے اک نظر اُنہیں اور وہاں موجود باقی افراد پر ”ڈالی اور پھر ناشتہ میں مصروف ہوگئی۔ جبکہ راعب علی تذبذب کا شکار تھے کہ وہ ان سے بات کیسے کریں۔

کیا بات ہے صبیحہ۔۔؟“ سردار بیگ نے راعب خان کو خاموش دیکھ اس سے پوچھا۔ ” وہ سردار بیگم کل شام کو بھا بھی آئی تھیں۔۔“ اس نے جھجھکتے ہوئی بات شروع کی، آگینے کے کان کھڑے ہوگئی۔ باقی سب نے بھی ان کی طرف دیکھا۔

ہاں وہ تو مجھے بھی پتا ہے۔۔۔ خیر بتاؤ کیسے آئی تھی شمشاد۔۔۔؟“ سردار بیگم نے پوچھا، ” کیونکہ وہ سر میں درد کی وجہ ان کے پاس نہیں بیٹھ سکی تھیں۔۔

جی وہ آ بگینے اور قیصر خان کی شادی کی بات کرنے آئی تھیں، دو سال سے ٹال رہے ہیں ”
ہم ان کو۔۔“ آغا جان نے ان دونوں کی طرف دیکھا، آ بگینے کو تو ڈائی ینگ ہال کی چھت خود پر
گرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی باقی تینوں بھی منہ کھولے صبیحہ بیگم کی طرف دیکھ رہی
تھیں۔۔ سردار بیگم نے پریشانی سے آ بگینے کی طرف دیکھا جو سب کچھ چھوڑ کر دھواں دھواں
ہوتے چہرے کے ساتھ سب کا منہ تک رہی تھی۔۔

”کیا ہوا آغا جان آپ خاموش کیوں ہیں۔۔؟“ راغب خان نے ڈرتے ڈرتے ان سے پوچھا،
حویلی میں سردار حاکم علی خان کا روعب و دبدبہ تھا، سب ان کے غصے سے ڈرتے تھے، راغب
خان بڑے بھائی کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے غصے سے ڈرتے بھی تھے۔۔

”تم نے کیا جواب دیا راغب۔۔؟“ انہوں نے اپنی گھمبیر آواز میں سنجیدگی سے پوچھا۔
آ بگینے سے وہاں بیٹھنا محال ہو گیا، وہ تیزی سے اٹھ کر اندر بھاگ گئی۔ آغا جان راغب
خاں اور صبیحہ نے یہی سمجھا کہ وہ شرمناک اندر گئی ہے لیکن سردار بیگم، زر مینے اور باقی

دونوں اچھی سے جانتی تھیں کہ اُسے قیصر خان اک نہیں بھاتا، جبکہ وہ ان پڑھ، جاہل سا قیصر خان اُس سے شادی کا خواہش مند تھا۔

بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں آپ کے حکم کے بغیر، وہ لوگ ابھی آنا چاہتے ہیں اگر آپ کو ”
اعتراض نہ ہو تو۔۔ اجازت دے دیں، انہیں بلا لیں گے۔۔“ اس نے تھوک نگلتے ہوئی
کہا۔۔

ٹھیک ہے بلوؤ انہیں۔۔ مجھے کیا اعتراض ہونا۔۔ آگینے ان کی امانت ہے، کبھی نا کبھی تو ”
انہوں نے کرنی ہی ہے شادی تو نیک کام میں دیر کیسی۔۔“ انہوں نے اجازت دے دی۔ وہ
اب علیزے اور سکندر خان کی شادی کا بھی سوچ چکے تھے۔۔

*Urdu Novels
Platform*

بہت شکریہ آغا جان۔۔۔ ”وہ خوشی سے چہکے، یہ جانے بغیر کہ بیٹی کے ساتھ ساتھ ان کے بیٹے“
زید اور سکندر خان کو بھی قیصر خان بالکل پسند نہیں تھا اور نا ہی وہ اس رشتے کے لیے راضی نہیں
تھا۔

لیکن آغا جان مجھے اعتراض ہے۔۔۔ ”ڈائی ینگ ٹیبل کی طرف آتے سکندر خان نے سنجیدگی
سے کہا اور پھر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد زید خان بھی آگیا۔ اس نے واپس شہر جانا تھا
اور زید کو بھی کوئی ضروری کام تھا۔۔۔۔۔ اس لیے وہ رات کو لیٹ سونے کے باوجود بھی
جلدی اٹھ گئی۔۔۔

لیکن کیوں سکندر خان۔۔۔؟ ”آغا جان نے غصے سے پوچھا۔ وہ تینوں خاموشی سے وہاں سے
اٹھ گئیں۔۔۔۔۔ جبکہ سردار بیگم کو خوشی ہوئی تھی، باقی تینوں غصے میں تھے۔۔۔

” کیونکہ مجھے قیصر خان پسند نہیں۔۔۔ اگر آپ اس کی حرکتیں دیکھیں گے تو آپ کو بھی اس
رشتے پر اعتراض ہو گا۔۔۔“ وہ ان کے سامنے بڑی تمیز سے آہستہ آواز میں بات کر رہا تھا۔

”ہوں کیا ہے اس کی حرکتوں کو۔۔؟“

پورانہ سی سی ہے وہ، ناچ گانا، شراب نوشی سب کچھ کرتا ہے وہ، حلیہ دیکھا ہے آپ نے
اس کا، شکل سے ہی لوچا، لفنگا لگتا ہے۔۔۔ مجھے بھی وہ بالکل بھی پسند نہیں، میں یہ رشتہ نہیں ہونے
دوں گا کبھی بھی۔۔۔“ زید نے بھی تھکے لہجے میں کہا۔۔۔ اور ناشتے میں مصروف ہو گیا۔

”لیکن مجھے تو اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔۔۔“

”سہی کہہ رہا ہے زید، اس کے کچھن ہم نے دیکھے ہیں، آغا جان اپنے نے نہیں، ہم نے نہیں
کرنا یہ رشتہ اور نا ہی شادی۔۔۔“ اس نے زید کی تائید کی،

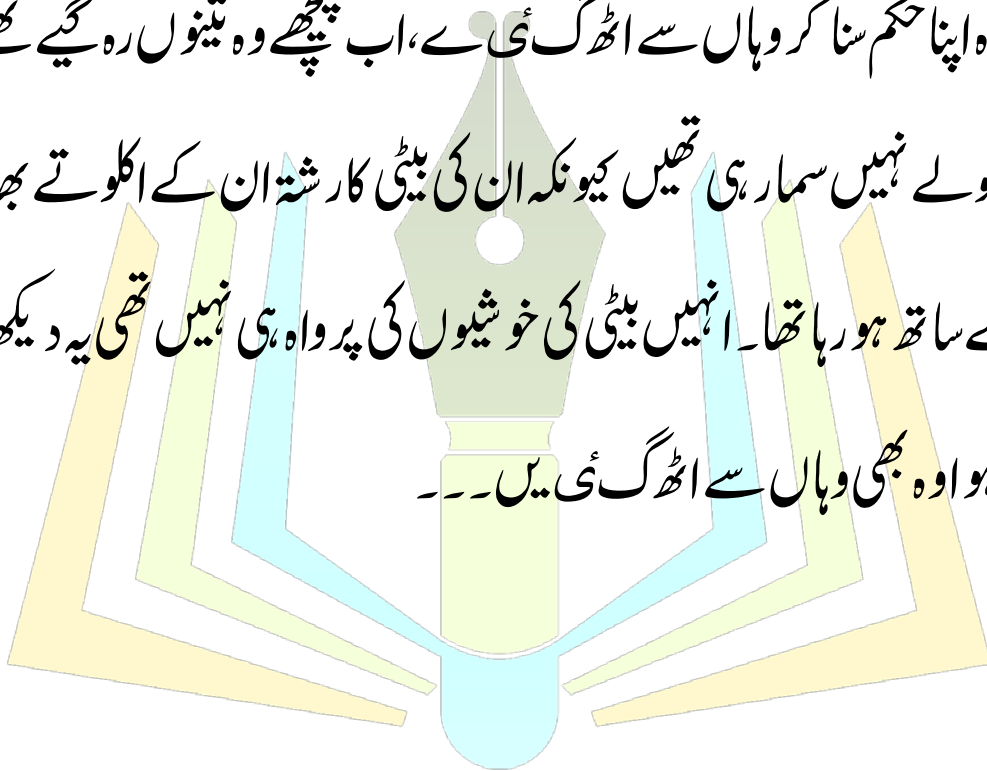
چپ کر دونوں۔ میں ابھی میں زندہ ہوں اور وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔ میں اس سے ”
مل کر فیصلہ کروں گا“ آغا جان یکدم غصے سے دھاڑے۔ راغب اور صبیحہ ڈر گئی۔۔۔ زید
خان بھی ان کے غصے سے خائف ہو کر چپ کر گیا۔۔

میں جانتا ہوں آغا جان فیصلہ آپ ہی کریں گے، لیکن میں آپ کو ایسا غلط فیصلہ کبھی نہیں
کرنے دوں گا۔۔“ وہ بھی اپنے ضدی لہجے میں کہتا اک جھٹکے سے وہاں سے اٹھ گیا۔ اس کے
پیچھے ہی زید بھی اٹھ گیا۔ سردار راغب علی خان اور صبیحہ ہکا بکا ان دونوں کو وہاں سے جاتے دیکھ
رہے تھے۔۔

سردار بیگم دیکھ رہی ہیں آپ اپنے دونوں بیٹوں کی حرکتیں، یہ دونوں ابھی سے ہی اپنی
من مانیوں کرنے لگ گئی ہیں، نکل گئی ہیں دونوں ہی میرے ہاتھ سے۔“
سردار حاکم خان نے سردار بیگم کو گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ وہ کچھ نہیں بولیں۔۔

!اب وہ چاروں وہاں بیٹھے تھے۔۔۔

”راغب خان تم بلوؤ ان کو، میں نے کافی عرصے سے نہیں دیکھا قیصر خان کو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔“ وہ اپنا حکم سنا کر وہاں سے اٹھ گئی، اب پیچھے وہ تینوں رہ گئے تھے۔ صبیحہ بیگم تو خوشی سے پھولے نہیں سمار ہی تھیں کیونکہ ان کی بیٹی کا رشتہ ان کے اکلوتے بھائی کے اکلوتے بیٹے کے ساتھ ہو رہا تھا۔ انہیں بیٹی کی خوشیوں کی پرواہ ہی نہیں تھی یہ دیکھ کر سردار! بیگم کو تاسف ہوا وہ بھی وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔



*Urdu Novels
Platform*

@@@@

”میں قیصر خان سے کبھی شادی نہیں کروں گی اور یہ بات میں ہزار دفعہ کہہ چکی ہوں۔۔“ وہ
تینوں اٹھ کر اس کے پیچھے ہی کمرے میں آگئی ہیں، اسے روتے دیکھ کر علیزے نے اسے
گلے سے لگالیا، وہ بولتے ہوئے اور زیادہ رونے لگ گئی۔

”چاچی اور چچا جان دونوں ہی راضی ہیں ابھی شادی کرنے پر اور کسی حد تک آغا جان بھی، اب
وہی ہو گا وہی جو آغا جان فیصلہ کریں گے۔۔۔“ زر مینے دھیرے سے بولی۔ آگینے نے روتی
نظروں سے اسے دیکھا، جیسے کہ کہہ رہی ہو کہ تم تو سب جانتی ہو۔ پھر بھی ایسی بات کر رہی
ہو۔۔ وہ جلدی سے نظریں جھکا گئی۔۔

شینے چپ چاپ کھڑی تھی اسے روتا دیکھ رہی تھی۔

*Urdu Novels
Platform*

ہاں ایسے ہی ہے، لیکن سکندر خان اور زید خان راضی نہیں ہیں اس شادی کے لیے تم فکر مت کرو وہ تمہارے ساتھ زیادتی نہیں ہونے ہونے دیں گے۔۔۔“ علیزے نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے تسلی دی۔

علیزے آپنی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔، سکندر لالا اور زید دونوں ہی بہت غصے میں تھے مجھے لگتا ہے آغا جان ان دونوں کی بات ضرور مانیں گے، کیونکہ سکندر لالا میں تو ان کی جان ہے۔۔۔“ زر مینے نے بھی اسے تسلی دی۔

میں بتا رہی ہوں اگر میری شادی قیصر خان سے ہوئی تو میں مرجاؤ گی۔ علیہ دیکھا ہے ”آپ نے اس کا، گھن آتی ہے مجھے اس کو دیکھ کر۔۔۔“ اس نے دوبارہ علیزے کے گلے لگ کر دھواں دھاری روتے ہوئے اُس کے حلیے پر چوٹ کی۔۔۔ جس کے کندھنے تک آتے بال، دونوں ہاتھوں میں رنگ برنگے دھاگے بندھے ہوئے، گلے میں سونے کی دو تین چین اور اک

کان میں بالی پہنی ہوئی تھی، وہ شکل سے ہی آوارہ اور اوباش لگتا تھا، جسے دیکھتے ہی اس کا سر گھوم جاتا تھا۔ ان کے خاندان وہ واحد شخص تھا جس کا حلیہ ایسے تھا۔۔

جانتی ہوں میں بلکہ سب نے ہی اسے دیکھا ہے تم روؤ نہیں سکندر لالا ہیں نا۔۔ ”زر مینے“
نے آگے بڑھ کر اس کو خود سے لگا کر تسلی دی۔ اس کمرے کے سامنے سے گزرتے سکندر خان کے قدم اندر سے آنے والے آوازیں سن کر ٹھٹک کر کے گئی تھیں پھر وہ وہیں جم گیا، اس کے پیچھے آتے زید خان نے اس سے کچھ پوچھنا چاہا تو اس نے اشارے سے چپ رہنے کا کہا۔۔

”سب کچھ جانتے ہوئے بھی پتا نہیں کیوں امی ایسے کر رہی ہیں۔۔۔“ اس نے بہن کو سیدھا
کیا۔

آپنی چپ کر جائی میں پلیز۔۔۔“ کب سے خاموشی سے دیکھتی شینے نے بھی روہانسی ہو کر
اس چپ کروانا چاہا۔۔۔ زید نے سکندر خان کی طرف دیکھا۔

میرے کمرے میں آؤ زید۔۔۔“ وہ سنجیدگی سے کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ بھی
اس کے پیچھے آگیا۔

میں یہ شادی کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا، میرے لیے میری بہنوں کی خوشیوں سے بڑھ
کوئی چیز نہیں، اور یہ بات آغا جان کو بھی مانتی پڑے گی۔۔۔“ سکندر خان نے ٹہلتے ہوئے
اس سے کہا۔

سہی کہ رہے ہیں آپ مجھے بھی قیصر خان زہر لگتا ہے۔۔۔ اور نا ہی میری اس سے بنتی ہے
یہ بات میں پہلے بھی بتا چکا ہوں بابا اور امی جان کو، لیکن پتا نہیں امی جان کو بھائی اور بھتیجے کے
پیار کے سامنے ہم نہیں ہی نظر آرہے۔ انہیں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہی۔۔۔“ وہ بھی غصے سے بولا۔

”ہمممممم تم ٹینشن نہ لو۔۔“

جی آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا ٹینشن۔۔“ وہ مسکرایا،

زید مجھے رات والی بات بھی بہت پریشان کر رہی ہے“ اس نے پریشانی سے کیا۔

”وہ کیسے لالا۔۔؟“

مجھے لگتا ہے ملک عباد ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔ مجھے یہ کوئی ی تیسرا بندہ لگتا ہے، جو ہمیں لڑوانا
”چاہتا ہے۔۔“

نہیں لالا پہلے بھی ملک عباد کے بندوں ایسے ہی کیا تھا۔ یاد ہے نا آپ کو جب پہلی بار میرا
”جھگڑا ہوا تھا ان سے۔۔“

ہاں یاد ہے، اور یہ بھی یاد ہے اس نے اپنی غلطی مان کر ہم سے معافی بھی مانگ لی تھی، تم
خود دیکھو وہ بار بار کہہ رہا ہے کہ اسکے بندوں نے ایسی حرکت نہیں کی، تمہیں بھی کسی تیسرے

”سہی کہہ رہے ہیں آپ لالا۔ اب مجھے آرہی ہے سمجھ۔“ ”ہممممم اس سے پہلے کے دیر ہو جائے۔۔ مجھے پتا لگانا پڑے گا۔۔“ وہ کسی نقطہ پر پہنچتے ہوئے بولا۔

Page 34

”ٹھیک ہے۔۔۔ اب میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے۔۔۔“ اس نے وال کلاک کی طرف دیکھ کر کہا، جہاں دس بجنے والے تھے۔

”کہاں جا رہے آپ۔۔۔؟“ وہ اداس ہوا اس کو جاتے دیکھ کر۔۔۔

”شہر جا رہا ہوں بہت کام رکے ہوئے ہیں۔ پچھلے ایک ہفتے سے میں یہاں ہوں سب“ پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔

”اوہ۔۔۔! تو پھر کب آئیں گے واپس۔؟“ اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

”شام کو۔۔۔۔ اگر جلدی فری ہو گیا تو آؤں گا نہیں تو پھر جب ٹائی م لگا۔۔۔“ اس نے بیگ

میں کپڑے رکھتے ہوئے کہا،
Urdu Novels Platform

”لا لا اک بات کہوں آپ یہی رہیں، یہاں سے ہی روز چلے جایا کریں شہر، یہاں سے شہر

کوئی اتنا دور بھی نہیں ہے، وہ اصل میں جب آپ شہر چلے جاتے ہیں تو میرا دل نہیں لگتا آپ

کے بغیر، ویسے ہم گاؤں کے لوگ اتنے برے بھی نہیں۔۔۔“ اسے کے جانے کا سن کر وہ اداس ہوا تھا اس لیے اس نے مشورہ دیتے ہوئے آخر میں شرارت سے آنکھ دبا کر کہا، لوگوں کے ذکر پر اچانک ہی اس کے ذہن میں بھی اجنبی لڑکی کا خیال آیا، جس سے وہ کل بہت غصے ہو کر آیا تھا اور پھر رات والے مسئلے میں ایسے الجھا کہ دوبارہ اس کے بارے میں کچھ سوچ ہی ناسکا، لیکن اب وہ پوری آب و تاب کے ساتھ اس کے ذہن و دل پر سوار ہو گئی تھی، لیکن اس یاد میں کل والا غصہ نہیں تھا۔۔۔

”سہی کہہ رہے ہو لوگ تو واقعی بہت پیارے ہیں گاؤں کے۔۔۔“ اس نے کھوئے کھوئے ”لہجے میں کہا، وہ اُس کے کھوئے ہوئے لہجے کو محسوس کر کے اس کے پاس آ کر شرارت سے بولا۔

”لا لا مجھے ایسے لگتا ہے جیسے ساری دال کالی ہو گئی ہے۔۔۔“ وہ چونکا اور پھر اس کی بات سمجھ آنے پر اک زوردار مکا اس کے کندھے پر جڑتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولا۔

@@@@

سردار حسمت علی خان اپنے قبلے کے سردار ہونے کے ساتھ ساتھ ”خان پور“ گاؤں کے سرپنچ بھی تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے، بیٹی نہیں تھی، بڑا حاکم علی خاں اور اس سے چار برس چھوٹا راجب علی خاں۔۔

سردار حسمت علی خان کی وفات کے بعد سرپنچ کی پگڑی سردار حاکم خان کے سر پر رکھی گئی۔ انہوں نے باپ کی جگہ سنبھال لی۔ وہ دونوں بھائی بے حد غصیل، ہٹ دھرم اور ضدی تھے۔۔۔ دولت و شہرت کا غرور، اکڑ اور گھمنڈ بھی ان کی گھٹی میں شامل تھا، پہلے دشمنیاں بنانا اور پھر ان کو پالنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔

حاکم علی خان اور راشدہ (سردار) کے دو بچے تھے بڑا بیٹا سکندر علی خاں اور بیٹی زر مینے گل، راغب علی خان کے چار بچے تھے تین بیٹیاں اور اک بیٹا۔ ان کی بڑی بیٹی علیزے سکندر خان سے دو سال چھوٹی تھی، اس سے چھوٹا زید خان، پھر آگینے جو کہ زر مینے کی ہم عمر تھی سب سے چھوٹی شمیم گل تھی جو راغب علی لاڈلی تھی۔

سٹائش، مغرور اور نک چڑی سی علیزے نے ایم۔ اے اسکا مکس کیا تھا اور اب وہ گھر میں ہی ہوتی تھی، اس حویلی کی بڑی ہونے کی وجہ اسے خاصی اہمیت بھی دی جاتی تھی جس پر وہ بہت اتراتی تھی، اور جب سے سکندر خان کے ساتھ اس کا رشتہ ہوا تھا تب سے تو وہ ہواؤں میں تھی لیکن سکندر کے رویے نے اس کو زمین پر پٹخ دیا، ان کی آپس میں بنتی ہی نہیں تھی، زر مینے اور آگینے نے ایم۔ اے انگلش کیا تھا۔۔۔ کچھ دن پہلے ہی ان دونوں کا ریزلٹ آیا تھا۔ شمیم اس حویلی کی سب سے چھوٹے تھی اس لیے ابھی فرسٹ ایئر میں تھی، سکندر علی خان نے ایم۔

بے۔ اے کر کے زمینیں اور باپ دادا کی پالی ہوئی دشمنیاں چھوڑ کر شہر میں اپنا بزنس شروع کر دیا اور جلد ہی اپنا الگ سے نام و مقام بنانے میں کامیاب ہو گیا،

جبکہ زید خان نے ایگری کلچرل یونیورسٹی سے ایم ایس۔ سی کر کے زمینداری سنبھال لی، کیونکہ وہ شروع سے ہی آزادی سے گھومنے پھرنے کا شوقین تھا، شکار کرنا اس کا جنون تھا، وہ آزاد ہواؤں میں اڑنے کا عادی تھا۔۔

زید کا رشتہ بڑوں نے اپنی مرضی سے زمینے کے ساتھ، سکندر کا علیزے سے اور آ بگینے کا اس کے ماموں کے بیٹے قیصر سے کر دیا تھا۔ سکندر اور آ بگینے کو اپنے اپنے ہم سفر کچھ پسند نہیں تھے اور وہ کسی طور بھی ان سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن بڑوں کے سامنے فحال بول بھی نہیں سکتے تھے۔۔

سکندر خان بھی خاموش تھا، لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وقت آنے پر وہ خود ہی کوئی ی نا
! کوئی ی حل نکال لے گا۔۔ اور اب وقت آگیا تھا۔۔۔۔

@@@@

عباد اور پری نے آئے ابھی تک۔۔۔ “اس نے اور شمی نے مل کر ناشتہ لگایا، ملک شاہنواز
اور عذرا بیگم ناشتے کی ٹیبل پر آگئی۔۔۔ لیکن عباد لیٹ سونے کی وجہ سے نہیں اٹھا تھا
اور پری اپنی تیاری میں مصروف تھی اس کا ایک بچہ پیپر تھا، خالی ٹیبل دیکھ کر ملک شاہنواز
نے پوچھا۔۔۔

”وہ سو رہے ہیں اور پری پیر کی تیاری کر رہی ہے۔۔“ اس نے چئی پر کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بتایا۔

”اُس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نابیٹا۔۔؟“ عذرا بیگم نے فکر مندی سے سوچا

”جی امی وہ رات کو تھوڑا لیٹ آئے تھے۔۔“ اس نے رومال سے پراٹھا نکال کر ملک شاہنواز کے سامنے رکھتے ہوئے۔

”رات کو کہاں گیا تھا عباد۔۔؟“

بابا میں زمینوں پر گیا تھا، زید علی خان کے بندوں نے ہمارے بندوں پر پانی چوری کرنے

کا فضول سا الزم لگا کر انہیں مارا ہے، بہت غلط کر رہا ہے یہ انسان۔۔“ اس نے جھوٹ بولنے

کی بجائے اپنے بابا کو صاف بات کی۔ ملک شاہنواز اور عذرا بیگم بھی پریشان ہو گئی۔

”یا اللہ خیر۔۔! سب ٹھیک تو ہیں نا۔؟“ وہ پریشانی سے بولیں۔

” واقعی ہی زید علی خان بہت غلط کر رہا ہے، ہمارے لوگوں سے غلط ہوئی ی تھی، ہم نے اس کے لیے معافی بھی مانگ لی تھی، لیکن وہ تو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔۔“

ملک شاہنواز نے ناشتے سے ہاتھ کھینچ لیا، وہ اچھے خاصے پریشان تھے۔

” جی بابا اس بار اس کا بڑا بھائی ی بھی تھا، لیکن میں اسے بھی صاف لفظوں میں کہہ کر آیا ہوں کہ وہ بچ کر رہے ہیں اب مجھ سے۔۔“ وہ غصے سے بولا۔۔

” چھوڑو بیٹا غصہ نہ کرو، تم تو بہت سمجھدار ہو، اللہ اسے بھی ہدایت دے گا۔۔“ عذرا بیگم نے دھیرے سے بیٹے کو سمجھایا۔۔

” ہاں بیٹا تمہاری امی ٹھیک کہہ رہی ہیں، اپنے بندوں کو بھی سمجھا دو کہ وہ ان سے دور رہیں، ایسے ہی ان کے منہ لگیں گے تو بات مزید بات بڑھے گی۔۔۔ میں دشمنیاں پالنا نہیں چاہتا۔۔۔“ انہوں نے بھی بیٹے کو سمجھایا۔

جی ٹھیک ہے بابا، آپ پریشان نا ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں جانتا ہوں دشمنیوں کا
”کوئی ی فائی وہ نہیں، الٹا نقصان ہی ہو گا۔“

ہمممممم۔۔۔ چلیں اب آپ ناشتہ کریں۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے بات بدلی، تب ہی
پری تیار ہو کر تیزی سے ڈائی ینگ ٹیبل کی طرف آئی۔۔۔

گڈ مارنگ ایوری ون۔۔۔ بابا جان اب آپ جلدی سے مجھے گلے لگا کر میرا ماتھا چوم کر مجھے
دعا دیں، امی آپ ہمیشہ کی طرح میری نظر اتاریں، عباد بھیا، بھابھی آپ دونوں مجھے گاڑی تک
چھوڑ کر آئی ہیں، جلدی کریں ٹائی م بہت تھوڑا ہے میرے پاس۔ ”وہ تیزی سے بولتی ملک
شاہنواز کے سامنے آگئی، وہ بھی مسکراتے ہوئے کھڑے ہو گئی، اور اسے گلے لگا کر
اس کا ماتھا چوم کر دعا دی، عذر بیگم نے اس کے نظر اتاری۔۔۔ اس کا پیپر ایک بچے تھا وہ خود ہی
جلدی جا رہی تھی۔ دوستوں سے کچھ سمجھنا تھا۔

”گڑیا پہلے ناشتہ تو کر لو۔“ اس کے وہاں آنے سے ماحول کافی بدل گیا تھا، اس نے
فکر مندی سے کہا۔

”سہی کہہ رہے ہیں تمہارے بھیا جلدی سے ناشتہ کرو۔“ گل نے بھی مسکرا کر کہا۔

”نہیں بھا بھی مجھے بھوک نہیں ہے، اب جلدی کریں آپ لوگ۔ دس بجنے والے ہیں۔“
وہ بولتے ہوئے تیزی سے ہال میں آئی۔

”شمی میرا سامان لے کر آؤ جلدی۔۔۔“ اس نے شمی کو اونچی آواز میں کہا، وہ چاروں بھی
اٹھ کر اس کے پیچھے آگئی، عباد نے اسے بانہوں کے گھیرے میں لے کر باہر پورچ
تک آیا۔ شمی بھی سامان لے کر آگئی، ڈرائیور بابا پہلے ہی تیار کھڑے تھے جن کے ساتھ
وہ سکول وکالج جاتی تھی۔

”ڈارئی یوربابادھیان سے جائی پیے گا۔۔۔۔۔“ ملک عباد نے ڈارئی یوربابا تا کید کی۔

بیسٹ آف لک میری جان۔۔۔! کنفیوز نہیں ہونا ریلیکس ہو کر پیپر کرنا۔۔۔“ گل نے ”
جھک کر پیار سے کہا۔۔۔ یہی بات عباد نے بھی کی تھی۔۔۔ ڈرائیور بابا نے گاڑی سٹارٹ کی، دس
بج گئی تھی جب گاڑی حویلی سے باہر نکلی، گاڑی باہر نکلتے دیکھ کر وہ بھی واپس اندر
آگئی اور دوبارہ سے ناشتہ کرنے لگے۔ ملک شاہنواز اور عذرا اس کو سمجھا رہے تھے، وہ
! بھی سر جھکا کر ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔۔۔

@@@@

”تمہاری عارض سر سے بات ہوئی۔۔؟“ علیزے اور شبنم کے جاتے ہی اس نے تیزی سے پوچھا، کیونکہ وہ دیکھ رہی تھی کہ پیچھے دو چار دنوں سے وہ کھچ چپ سی تھی۔

”نہیں۔۔۔۔“ کسی غیر مری نقطے پر نگاہیں لگائی اس نے جواب دیا۔ اسے تعجب ہوا،

کیونکہ وہ تو اک دن بھی ان سے بات کیے بغیر نہیں رہتی تھی۔

”کیا ہوا ہے۔۔؟ بتاؤ تو سہی۔۔“

پتا نہیں سر بزی ہوں گے شاید۔۔ میں نے انہیں میسجز کیے تھے، انہوں نے کوئی ی

رہنمائی ے کیا۔“ اس نے افسردگی سے کہا۔۔۔۔ اسے یونیورسٹی میں اپنے انگلش کے ینگ

اینڈ ڈسینٹ لیچرر عارض سبحان ملک سے پہلی نظر میں پیارو ہو گیا تھا، لیکن اسے اس بات کا پتا

نہیں تھا اور نا ہی اس نے بتایا تھا۔۔ ایسے ہی دن گزرتے گئیے اس کا ماسٹرز بھی مکمل ہو گیا تھا، لیکن پھر بھی اس کا رابطہ تھا سر عارض سے۔۔ وہ ان سے کسی نا کسی بہانے سے روز بات کر لیتی تھی۔۔ یہ بات صرف وہ دونوں ہی جانتی تھیں۔

”مسمم کب تک ایک طرفہ محبت کا درد سہتی رہو گی۔۔؟“ اسے افسوس ہو رہا تھا اس کی ایسی حالت دیکھ کر۔

”جب تک انہیں خود احساس نہیں ہوتا میری محبت کا۔۔“ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

”پیار میں ضد نہیں اچھی۔۔“ اس نے سمجھانا چاہا،

”یہ ضد نہیں ہے زر مینے، بس میں چاہتی ہوں کہ انہیں بھی میری محبت کا احساس ہو۔۔۔ ڈھائی سالوں سے میں ان سے پیار کرتی ہوں، لیکن مجال ہے جو انہیں احساس بھی ہوا ہو، ویسے تو وہ بڑ ذہین سمجھتے ہیں خود کو۔۔۔“ اس نے دکھ سے کہا۔۔

” لیکن ایسا کب تک چلے گا، گھر میں تمہاری شادی کی بات چل رہی ہے۔۔۔“ اس کی حالت دیکھ کر وہ پریشان تھی۔

” میں قیصر سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔“ وہ غصے سے بولی۔

” لیکن تمہارے شادی ملکوں کے خاندان میں بھی نہیں ہو سکتی، تم جانتی ہو نازید خان کی لڑائی چل رہی ہے ان کے ساتھ اور کیا پتا سر عارض بھی ملک عباد کے خاندان کے ہوں۔۔۔“ اس کو غصے میں دیکھ وہ نرمی سے اُسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔

” پتا نہیں، بس مجھے یقین ہے اپنے اللہ پر وہ کرے گا“ وہ یقین سے بولی۔

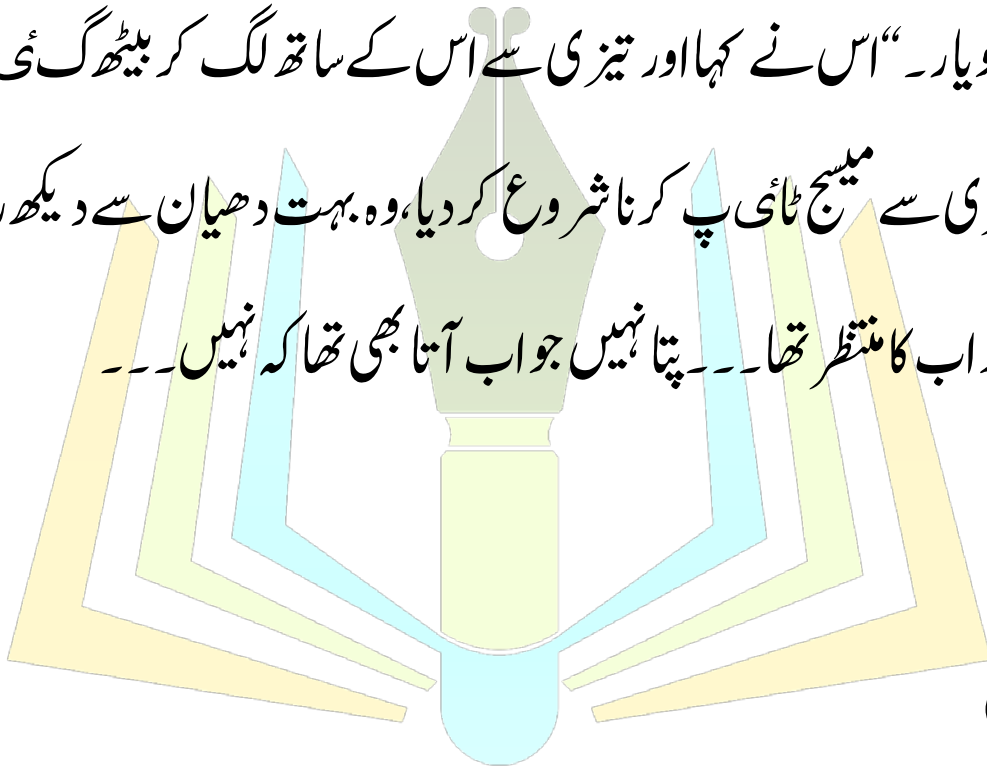
” اللہ کرے سب ٹھیک ہو جائے آمین۔۔۔“ اس نے بھی دل سے دعا کی۔

” تم سر کو دیکھو وہ آن لائن ہیں یا نہیں۔۔۔“ اس نے بے چینی سے کہا۔ زر مینے نے اپنا سیل اٹھا کر وٹس ایپ آن کی اور سر کا لاسٹ سین چیک کیا جو کچھ دیر پہلے کا ہی تھا۔

”کیا ہوا۔؟“

”سر آن ہوگئی ہے میں کیا کہوں ان سے۔؟“

ان کا حال پوچھو یا۔“ اس نے کہا اور تیزی سے اس کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔“
زمین نے تیزی سے میسج ٹائیپ کرنا شروع کر دیا، وہ بہت دھیان سے دیکھ رہی تھی۔
!!! اس کا دل جواب کا منتظر تھا۔۔۔ پتا نہیں جواب آتا بھی تھا کہ نہیں۔۔۔



@@@@

*Urdu Novels
Platform*

”اففف ڈرائیو ربابا! آپ گاڑی چیک تو کر لیتے۔۔“ وہ جھنجھلا کر بولی۔ گاؤں سے نکل کر
شہر والے روڈ پر چڑھتے ہی گاڑی کو پتا نہیں کیا ہوا وہ چانک ہی بند ہوگئی۔ وہ کچھ دیر تو اندر

بیٹھی رہی لیکن پھر باہر نکل آئی۔ اک تو اسے پیپر کی ٹینشن تھی دوسرا اتنی شدید گرمی اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔۔

بلکل ٹھیک تھی گاڑی بیٹا جی۔۔۔ پتا نہیں اچانک کیا ہو گیا۔۔۔ ”وہ خود بھی پریشان ہو گئی، یہ تو شکر تھا کہ پیپر اک بجے ہونا تھا۔۔

چلیں پھر آپ دیکھیں اس کو کیا مسئلہ ہوا ہے۔۔ ”وہ دھیرے سے کہہ کر تھوڑا سا ایڈ پر ہو کر کیکر کے سائے نیچے کھڑی ہو کر گاؤں کی طرف جانے والی سڑک کو دیکھنے لگی، لیکن وہاں سوائے ان کے کسی نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اس نے نظریں گھما کر اک نظر ڈرائی یوربابا کو دیکھا، جو گاڑی چیک رہے تھے۔۔۔۔

تب ہی بلیک پیراڈوزن سے اس کے پاس سے گزری، وہ یکدم چونکی۔ کیونکہ وہ گاڑی گاؤں کی طرف سے آرہی تھی۔۔ لیکن پھر فوراً ہی سر جھٹک کر وہ ڈرائی یوربابا کی متوجہ ہوئی۔

”کچھ پتا لگا۔۔؟“ وہ گاڑی بہت آگے جا کر پھر سے واپس آئی۔ اور اس گاڑی میں موجود شخص نے عین اس کے سامنے یکدم بڑی زور سے بریک لگائے وہ ڈر کے آنکھیں بھیچ کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

”کیا ہوا مس اجنبی۔۔۔؟“ تب ہی روعب دار گھمبیر آواز اس کی سماعتوں ٹکرائی۔ اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ اپنے سامنے اس اجنبی کو ایسے حلیے میں دیکھ کر اس کا! منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔

If You want to publish your novels, afsanas, columns or any gud stuff in any language like Urdu, Hindi, English, Turkish or any one, then you can contact to us on this given email address we'll publish your given stuff on

our blogsites, group and page as soon as possible. IN

SHA ALLAH

اگر آپ اپنی ناولز، افسانہ، کالم یا کوئی تحریر کسی بھی زبان میں اردو، ہندی، انگلش، ترکش یا کسی بھی زبان میں پبلش کروانا چاہتے ہیں تو اسی زبان میں ہمیں لکھ کر اس نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں، آپ کی تحریر جلد سے جلد پوسٹ کی جائیگی۔ انشاء اللہ

bonzernovelians@gmail.com

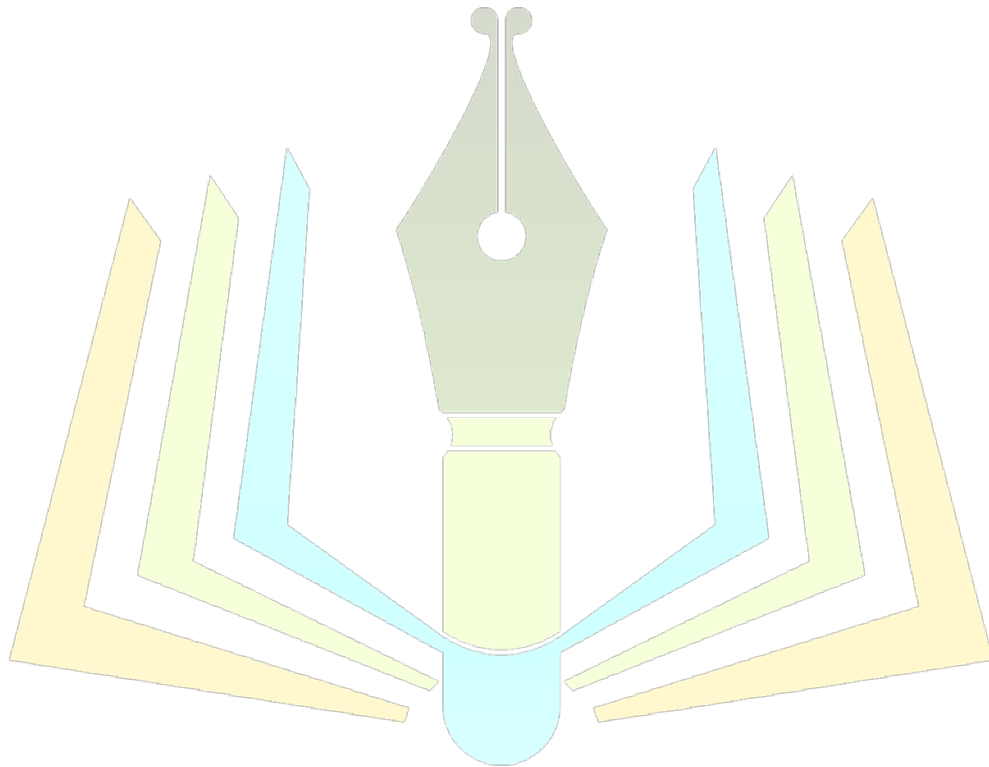
BlogSites :

<https://urduNovelsPlatform.blogspot.com/>

<https://bonzernovelians.blogspot.com/>

It will be honor to publish your script!!

جاری ہے



*Urdu Novels
Platform*